ان الفضل بید الله یؤتیه من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

تار کا پتہ الفضل قادیان

الیس الله بکاف عبده

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر۔ غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۸۷	مؤرخہ ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء	یوم پنجشنبہ	مطابق ۱۲ رمضان سنہ ۱۳۵۰ھ	جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ۱۹ جنوری پیٹ درد اور اسہال کی شکایت رہی حضور چند روز سے صبح کے وقت سیر کو تشریف لے جاتے ہیں ۔

۱۹ جنوری۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب حالات جموں سے آگاہی حاصل کرنے۔ اور جناب ڈاکٹر محمد شاہنواز خان صاحب ... ۔ بی۔ ایس میرپور کے مجروحین کا معائنہ کرنے کے بعد واپس تشریف لے آئے ۔

قادیان میں جو ہوزری فیکٹری کھلنے والی ہے۔ اس کے متعلق رجسٹرار لاہور کا سرٹیفکیٹ آگیا ہے ۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب سلسلہ کے بعض ضروری کاموں کی انجام دہی کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں سے دہلی جانے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔

ایک نہایت ہی المناک حادثہ

جناب چودھری شمشاد علیخاں صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پورنیا کی وفات گولی سے

۱۸ جنوری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی۔ کہ چودھری شمشاد علیخاں صاحب۔ آئی۔ سی۔ ایس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پورنیا کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ تین چار ہی دن ہوئے حضور کو ان کی طرف سے خط موصول ہوا تھا جس میں کسی بیماری وغیرہ کا کوئی ذکر نہ تھا۔ اس لئے حضور نے وفات کا باعث کوئی حادثہ ہی خیال فرمایا۔ اور بعد کی اطلاعات سے اس کی تصدیق ہو گئی ہے۔ آج (۲۰ جنوری) تک جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے۔ کہ ایک ہندو کی گولی سے جو بائیں پھیپھڑے پر لگی۔ ان کی وفات ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ملزم کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ مگر ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے۔ لاش بذریعہ ریل گاڑی قادیان لائی جا رہی ہے ۔

جناب چوہدری صاحب موصوف نہایت مخلص احمدی نوجوان تھے۔ اور نہایت اعلیٰ انتظامی قابلیت رکھتے تھے۔ قد و قامت موزوں۔ چہرہ خوبصورت اور وجیہ تھا۔ ان کی یک لخت اور دردناک طریق سے وفات نہایت ہی المناک ہے۔ اور اس قدر صدمہ محسوس ہو رہا ہے کہ دل بیٹھا جا رہا ہے۔ ان کے متعلقین پر اس جانکاہ حادثہ کی وجہ سے جو کوہ الم گرا۔ اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں صبر جمیل بخشے۔ اور مرحوم کو اعلیٰ مدارج عطا کرے۔ فی الحال مختصراً اسی قدر غمناک حادثہ کی اطلاع دی جا سکتی ہے۔ مفصل آئندہ

مسلمانانِ کشمیر کا ایک عظیم الشّان جلسہ

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات کا اعتراف

مولانا میرک شاہ۔ شیخ محمد عبداللہ اور مفتی ضیاء الدین صاحب کی تقریریں

سری نگر ۱۶ جنوری۔ شدت کی سردی اور برف باری کے دوران میں جمعہ کے روز بیس ہزار مسلمانوں کا ایک اجتماع عظیم منعقد ہوا۔ مولوی میرک شاہ صدر جلسہ تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ سب سے پہلے آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی حمایت میں آواز بلند کی۔ اور ان کے لئے ہندوستان کے علاوہ یورپ تک پروپیگنڈا کیا ہے۔ بعض اشخاص اپنے ذاتی مفاد کے لئے افتراق پھیلا کر مسلمانانِ کشمیر کو نقصان پہونچا رہے ہیں۔ آپ نے مسلمانوں کو ایسے لوگوں کی سرگرمیوں کے خلاف متنبہ کیا۔

شیخ محمد عبداللہ صاحب نے اپنی تقریر میں جموں اور میرپور کے نہتے مسلمانوں پر حکومتِ کشمیر کے مظالم بیان کئے۔ آپ نے حکومت کو متنبہ کیا۔ اور کہا۔ کہ جب تک یہاں برطانی فوج رہی۔ امن قائم رہا۔ لیکن اس کے رخصت ہوتے ہی ڈوگرہ سپاہیوں نے بے گناہ مسلمانوں پر گولیاں چلانی شروع کر دیں۔

مفتی ضیاء الدین صاحب پونچھی نے سر محمد شفیع مرحوم کے سوانح حیات اجمالاً بیان کئے۔ اور آپ کی جلیل القدر خدمات کا تذکرہ کیا۔ آپ نے مرحوم کی وفات پر گہری ہمدردی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل قرار دادیں متفقہ طور پر منظور ہوئیں:۔

۱۔ مسلمانانِ کشمیر کا یہ عظیم الشان جلسہ مسلمانانِ میرپور سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے حکامِ ریاست کی جنہوں نے نہتے مسلمانوں پر گولیوں کی بارش کر کے پانچ اشخاص کو شہید کر دیا۔ پُرزور مذمت کرتا ہے۔

۲۔ مسلمانانِ کشمیر کا یہ عظیم الشان جلسہ سر محمد شفیع کی بے وقت موت پر گہرے رنج و غم۔ اور پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

۳۔ مسلمانانِ کشمیر کا یہ جلسہ حکومتِ کشمیر پر افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ کہ متعدد دفعہ توجہ دلانے کے باوجود مالیہ اراضی میں مطلوبہ تخفیف نہیں کی گئی۔ حکومت سے پُرزور درخواست کی جاتی ہے۔ کہ مالیۂ اراضی میں تخفیف کر کے اپنے تدبر اور ہمدردی کا ثبوت دے۔

احراریوں کی ناکام فتنہ انگیزی

احراریوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف شورش انگیزی اور فتنہ پردازی کے لئے "اینٹی قادیان ڈے" منانے میں جو ناکامی اور نامرادی پہلی دفعہ ہوئی تھی۔ اس سے انہیں عبرت حاصل کرنی چاہیئے تھی۔ اور سمجھ لینا چاہیئے تھا۔ کہ سوائے چند مقامات کے اور وہ بھی مقامی فتنہ پردازوں کی وجہ سے کوئی اُن کے دھوکہ میں نہیں آسکتا۔ لیکن پھر ۱۷ جنوری کو "دوسرا اینٹی قادیان ڈے" منانے کا اعلان کر دیا۔ اب کے پہلے سے بھی زیادہ ناکامی کا منہ انہیں دیکھنا پڑا ہے۔ اور تو اور لاہور جسے "آل انڈیا مجلس احرار کا مرکز" بتایا جاتا ہے۔ وہاں بھی احرار کے کارندوں اور چند تماش بینوں کے سوا کسی نے ان کی فتنہ پردازی میں حصہ نہ لیا۔

احراری مسلمانوں کا سات لاکھ روپیہ برباد کر چکے ہیں

احراری اپنے بلند بانگ مگر درحقیقت ہیچ دعاوی اور شور و شر کے ذریعہ مسلمانوں کو جس تباہی و بربادی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کی غریب اور مفلوک الحال قوم کو جس قدر مالی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اور جوشیلے غربا اپنے اور اپنے بال بچوں کے پیٹ کاٹ کر جو روپیہ ان کے ہاتھ میں دے رہے ہیں۔ اسے جس سنگدلی سے اُڑا رہے ہیں۔ اس کا احساس مسلمانوں میں پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے۔ سیکرٹری ینگ مینز حنفیہ ایسوسی ایشن کا مسلمانوں کو ممنون ہونا چاہیئے۔ جنہوں نے اس نقصانِ عظیم کا ایک سرسری اندازہ بذریعہ اشتہار شائع کر کے مسلمانوں کے لئے یہ سوچنے اور غور کرنے کا موقعہ بہم پہنچایا ہے۔ کہ وُہ کیوں احراریوں کے ذریعہ بربادی اور تباہی کے گڑھے کی طرف جا رہے ہیں:۔

یہ اشتہار عام آگاہی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

"احرار کے ایک لیڈر نے جو تاحال گرفتار نہیں ہوئے۔ اور نہ کبھی گرفتار ہونگے۔ اور جن کا اسم گرامی چودھری افضل حق صاحب ہے۔ اور جو پنجاب کونسل کے ممبر رہ چکے ہیں۔ اور جنہوں نے مولانا ظفر علی خاں صاحب کو مشورہ دیا تھا۔ کہ وُہ حکام سے میعاد لے لیں۔ اور جیل نہ جائیں۔ اور جنہوں نے حکام سے اپنے تعلق کی بنا پر بڑے زور سے مولانا صاحب سے کہا تھا۔ کہ میں آپ کو حکام سے کہہ کر میعاد دلوا سکتا ہوں۔ اور جو بقول "زمیندار" پھر کونسل میں جانے کے خواہشمند ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ احرار نے اب تک مسلمانوں سے لے کر سات لاکھ روپے کشمیر کو جتھے بھیجنے پر صرف کئے ہیں۔ اور ان کو اس بات پر ناز ہے۔

لیکن جب کشمیری مسلمان سے آپ نے فخر کے لہجہ میں یہ بات کہی۔ اُس نے ادب سے پوچھا۔ کہ اس سات لاکھ میں سے کیا آپ نے زیادہ نہ سہی۔ تو صرف سات ہزار ہی سہی۔ یعنی سَو میں سے صرف ایک روپیہ کشمیر کی مُسلمان بیواؤں۔ ان کے یتیموں۔ وہاں کے غریبوں۔ اسیروں۔ قیدیوں اور زخمیوں کو بھی دیا۔ یہ سوال سُنکر افضل حق صاحب خاموش ہو کر رہ گئے۔

مُسلمانو! تم سے کہا جاتا ہے۔ کہ جتھوں پر حکومت ہند اور ریاست کشمیر کا روپیہ خرچ ہو رہا ہے اس لئے وُہ تنگ آ کر ہار مان لیں گے۔ مگر یہ درست نہیں۔ گزشتہ جنگِ یورپ میں برطانیہ نے کروڑ در کروڑ روپیہ خرچ کیا۔ اور کانگرس کی تحریک کی وجہ سے اس کو جو نقصان پہونچا۔ وُہ بھی اُس نے لوگوں سے وصول کر لیا۔ اسی طرح ریاستِ کشمیر بھی اپنا خرچ کشمیر کی مسلمان رعایا سے وصول کر لے گی دونوں طرف لُٹ رہے ہیں تو مُسلمان۔

پھر کیا مسلمانوں کا خرچ نہیں ہو رہا؟ بقول احرار سات لاکھ روپے تو اس غریب قوم نے ان کی وساطت سے خرچ کئے۔ اس کے علاوہ بقول احرار ۲۵ ہزار مسلمان جیل میں ہیں۔ اگر ایک کی کمائی ۸ فی روز ہی سمجھی جائے تو بھی مسلمان گزشتہ تین ماہ میں ۱۲ ہزار روپے روزانہ سے زیادہ کا نقصان برداشت کر رہے ہیں۔

سیالکوٹ جا کر دیکھو۔ مسلمان خود برباد ہو چکے۔ اور ان کے کاروبار پر برادرانِ وطن نے قبضہ کر لیا۔

۲۵ ہزار قیدیوں کے کم و بیش ڈیڑھ لاکھ رشتہ دار مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اور یہ اُس قوم کا حال ہے۔ جو ڈیڑھ سو کروڑ روپے کی ہندوؤں کی مقروض ہے۔ اور بارہ کروڑ سالانہ سود ادا کرتی ہے۔ اِنَّا للہ وانّا الیہ راجعُون

مسلمانو! سوچو اور غور کرو۔ کیوں بربادی و تباہی کے گڑھے کی طرف جا رہے ہو۔

المشتہر

سیکرٹری ینگ مینز حنفیہ ایسوسی ایشن۔ لاہور"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

ریاست کشمیر میں تشدد کا نیا دور

مسلمانان علاقہ میرپور کے دردناک مصائب

تلخ تجربہ کا اعادہ

یہ نہایت ہی رنج اور افسوس کی بات ہے۔ کہ حکومت جموں وکشمیر کئی بار یہ نہایت تلخ اور ناخوشگوار تجربہ کرنے کے باوجود کہ جبر وتشدد نہ تو مسلمانان ریاست کو مرعوب کر کے اپنے حقوق اور مطالبات کے لئے آواز بلند کرنے سے باز رکھ سکتا ہے۔ اور نہ انہیں جانی اور مالی قربانیاں کرنے سے روک سکتا ہے۔ پھر بھی ریاستی حکام نہتے اور بے کس مسلمانوں کو نشانہ تشدد بنانے سے دریغ نہیں کرتے اور علاقہ میرپور کے مسلمانوں سے انہوں نے حال میں وہی سلوک روا رکھا ہے۔ جو اس سے پہلے کشمیر کے کئی ایک مقامات اور جموں کے مسلمانوں کے ساتھ کر چکے ہیں۔ اور جس کی وجہ سے نہ صرف تمام ریاست کے مسلمانوں میں بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی کہرام پیدا ہو چکا ہے۔

ریاست میں انگریزی فوجوں کا عرصہ قیام

جموں کے خونچکاں حادثات کے بعد اگرچہ ریاست کا غیظ وغضب بیچارے مسلمانوں کے خلاف بے طرح بھڑک چکا تھا۔ اور اس بات کا بہت بڑا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ خونیں واقعات کا سلسلہ بہت طول پکڑ جائے گا۔ لیکن انگریزی فوجوں کے ریاست میں پہنچ جانے اور انتظامات کو اپنے ہاتھ میں لے لینے کی وجہ سے ریاستی حکام بالکل بے دست وپا ہو گئے اور جب تک انگریزی افواج حدود ریاست میں متعین رہیں۔ گو مسلمان جن مظالم کا نشانہ بن چکے تھے۔ ان کے ازالہ کی کوئی صورت نہ پیدا ہوئی۔ اور نہ مظالم کرنے والے پوری طرح قانونی گرفت میں لائے جا سکے۔ تاہم وہ مزید گولیوں کی مشق سے محفوظ رہے۔ حتیٰ کہ احراری جتھوں کو بھی ایک آدھ موقعہ کے سوا کوئی جان کاہ حادثہ پیش نہ آیا۔ اور ان کو گرفتار کر کے قید کی سزا دینے پر ہی اکتفا کیا گیا۔ ہمیں خیال ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے۔ کہ اگر اس دوران میں ریاست کا نظم ونسق انگریز حکام کے ہاتھوں میں نہ ہوتا۔ اور انگریزی فوجیں موجود نہ ہوتیں۔ تو نہایت ہی خوفناک حادثات پیش آتے۔ اور ریاست اس وقت تک ایسی دلدل میں پھنس چکی ہوتی۔ جس سے نکلنا اس کے لئے آسان نہ ہوتا۔

ریاست کا مطلع تیرہ وتار

اب جبکہ انگریزی افواج ریاست سے واپس جا چکی ہیں اور بے چارے مسلمانوں کی چیخ وپکار کے باوجود واپس جا چکی ہیں۔ انگریز سویلین بھی ریاست کو چھوڑ چکے ہیں۔ تو مسلمانوں کے لحاظ سے ریاست کا مطلع پھر تیرہ وتار ہو رہا ہے۔ اور ہر جگہ خطرات پیدا ہو رہے ہیں۔ مسلمانان جموں ہندوؤں کی خطرناک تیاریوں اور منصوبہ بازیوں نیز حکام ریاست کی بے اعتنائیوں کے متعلق مہاراجہ صاحب بہادر کے علاوہ وائسرائے ہند سے بھی اپنی حفاظت کے لئے مناسب ذرائع اختیار کرنے کی درخواست کر چکے ہیں۔ اور لکھ چکے ہیں۔ کہ ہمیں حکام ریاست پر کوئی اعتماد نہیں رہا۔ مسلمان سخت مصیبت زدہ ہو رہے ہیں۔ حالت خطرناک صورت اختیار کر رہی ہے۔ اس لئے فوری توجہ مبذول فرمائی جائے۔

مسلمانان جموں کے اضطراب اور خوف زدہ ہونے کا اندازہ اس سے بھی ہو سکتا ہے۔ کہ انہوں نے باوجود اچھی طرح یہ جانتے ہوئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بحیثیت صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی ان کے مصائب وآلام کو دور کرنے میں پوری کوشش اور سعی فرما رہے ہیں۔ آپ سے بھی بذریعہ تار امداد کی درخواست کی ہے۔

علاقہ میرپور میں تشدد

ایک طرف تو یہ حالت ہے۔ اور دوسری طرف ان خدشات نے میرپور کے علاقہ میں عملی صورت اختیار کرنی شروع کر دی ہے جن کے آثار کئی روز سے نظر آ رہے تھے۔ اس وقت ریاست نے اپنی جبر وتشدد کی تمام طاقتوں کے مظاہرہ کے لئے علاقہ میرپور کو منتخب کر لیا ہے۔ وہاں کرفیو آرڈر اور ۱۲۔ایل (مارشل لاء) کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔ توپیں اور مشین گنیں بھی پہنچا دی گئی ہیں ہوائی جہاز بھی آسمان پر منڈلا رہے ہیں۔ فوجیں دیہات میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ اور گورنر جموں نے اس علاقہ کے لوگوں کے لئے صاف الفاظ میں اعلان کر دیا ہے۔ کہ "پولیس اور فوج کو ایسے مجمع ہا کو خلاف قانون اور ارتکاب جرائم کو روکنے کے لئے منتشر کرنے میں فوراً مناسب مدارج اختیار کرنے پڑیں گے۔ جن کا انتہائی نتیجہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ گولی چلانی پڑے"۔

اس علاقہ کے مسلمانوں کو جن کی بے بسی اور بے کسی کی مثال کہیں نہیں مل سکتی۔ ریاستی حکام خواہ کس قدر بھی خطرناک قرار دیں۔ تاہم ان کا خطرہ اس حد تک قطعاً نہیں پہنچ سکتا جس حد تک علاقہ انگریزی کے کانگریسیوں اور ہندو راج قائم کرنے کے منصوبے کرنے والوں کے متعلق خیال کیا جا سکتا ہے اور جن کے مقابلہ کے لئے گورنمنٹ ہند مکمل انتظامات کر رہی ہے۔ لیکن کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ کہ ان انتظامات کے سلسلہ میں وائسرائے ہند نے جو آرڈیننس جاری کئے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک میں بھی اس طرح گولیاں چلانے کا ذکر نہیں۔ جس طرح جموں کے گورنر نے جسے حال ہی میں انگریزی علاقہ کی ایک معمولی اسامی سے ریاست میں منتقل کیا گیا ہے۔ اعلان کیا ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ریاست مسلمانوں کو کس طرح جبر وتشدد کا نشانہ بنانے پر تلی ہوئی ہے۔ اور اسی سلسلہ میں میرپور کے ایک گاؤں میں جو کچھ کیا گیا ہے۔ وہ کس قدر اندوہناک ہے۔

علاقہ میرپور میں کیا کیا گیا

اس حادثہ کے متعلق جو اطلاعات مسلمان نامہ نگاروں کے ذریعہ موصول ہوئی ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ انسپکٹر جنرل پولیس گورنر جموں اور وزیر وزارت نے فوج اور پولیس کی معیت میں عدم ادائے مالیہ کے سلسلہ میں اس گاؤں پر چھاپہ مارا۔ عورتوں کے زیورات اور دیگر چیزوں کے علاوہ مویشی بھی قرق کر لئے۔ مگر زمینداروں نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ حکام تمام مال مویشی اور سامان لے کر جب روانہ ہونے لگے۔ تو زمینداروں نے رسیدیں طلب کیں۔ لیکن حکام نے رسیدات دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ اس پر زمیندار نہایت بے دست وپائی اور عجز کے ساتھ مویشیوں کے

سامنے لیٹ گئے۔ اور رسیدات کا مطالبہ کرنے لگے۔ انسپکٹر جنرل نے پولیس کو لاٹھی چارج کا حکم دیا۔ مگر مسلمان پھر بھی لیٹے رہے۔ آخر گولی چلا دی گئی۔ جس سے ۵ مسلمان قتل اور ۲۵ مجروح ہوئے ؂

ریاستی بیان

لیکن ریاست کے پبلسٹی افسر کا بیان یہ ہے۔ کہ:۔

"بقایا لگان وصول کرنے کے بعد جب افسران کی پارٹی واپس آ رہی تھی۔ تو ان پر گاؤں والوں نے کئی بار حملے کئے۔ اس پارٹی میں گورنر اور وزیر وزارت۔ انسپکٹر جنرل پولیس۔ ۱۲۸ فوجی۔ ۵۰ سوار۔ اور ۵۴ پولیس والے تھے۔ حملہ آوروں کے پاس لاٹھیاں اور کلہاڑیاں تھیں۔ ان لوگوں نے راستہ میں پتھر پھینکے جس کی وجہ سے تین بار لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ پتھروں سے چار سپاہی اور دو سوار زخمی ہوئے۔ حملہ خطرناک صورت اختیار کر گیا۔ اس پر انسپکٹر جنرل کے حکم کے مطابق لاٹھی چارج کیا گیا ملٹری والوں نے جن میں ہندو اور مسلمان شامل تھے کوئی گولی نہیں چلائی۔ ایک آدمی ہلاک ہوا۔ تین آدمی زخمی ہوئے"

ریاستی بیان کی بے سروپائی

اول تو یہی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ اتنی بڑی مسلح مہم کے مقابلہ میں دیہاتیوں کو جنہیں لاٹھیوں اور کلہاڑیوں سے مسلح بتایا گیا ہے "خطرناک حملہ" کرنے کی جرأت ہی کیونکر ہو سکتی ہے اور اتنی بڑی طاقت کس طرح گوارا کر سکتی ہے۔ کہ پتھروں سے چار سپاہیوں اور دو سواروں کو زخمی ہونے دے۔ دوم۔ اگر دیہاتیوں نے حملہ کرنا ہی تھا۔ تو اس وقت کیوں نہ کیا جبکہ ہندو اخبارات کے نامہ نگاروں کے بیان کے مطابق دروازہ کا قفل توڑ کر نمبردار سے مالیہ کا مطالبہ کیا گیا۔ اور مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو کر ان کا مال و اسباب قرق کر لیا گیا۔" لگان وصول کرنے کے بعد جب افسران کی پارٹی واپس آ رہی تھی" اس وقت تک کیوں دیہاتی خاموش اور پُرامن رہے۔ سوم۔ اگر بقول ان کے مسلح پارٹی کی واپسی پر ہجوم نے پتھر پھینک کر سپاہیوں اور سواروں کو زخمی کر دیا۔ اور ان کا حملہ خطرناک صورت اختیار کر گیا۔ تو جب ان پر پے بہ پے لاٹھیوں سے حملے کئے گئے ان میں سے ایک کو ہلاک اور تین کو زخمی کر دیا گیا۔ تو پھر وہ کیوں ہاتھ باندھے کھڑے رہے۔ اور کسی کو انہوں نے خراش تک نہ لگائی۔ اور اگر اس موقعہ پر گولی نہیں چلائی گئی۔ تو دوسرے ہی دن کے متعلق پبلسٹی افسر کا اپنا بیان یہ ہے۔ کہ "میرپور اور جہلم کے درمیان جو پل ہے۔ اس کو بھی نقصان پہنچانے کی دھمکی دی گئی ہے۔ اس پل کے پہرے کے لئے جو فوجی دستہ تعینات کیا گیا تھا۔ اس پر بھی ہجوم نے حملہ کر دیا۔ سپاہیوں نے تین مرتبہ ہجوم پر گولی چلائی"

آخر گولی ایک بار نہیں۔ بلکہ تین بار چلائی گئی۔ اور یہ ہجوم پر چلائی گئی۔ مگر پبلسٹی آفیسر نے یہ بتاتے کی تکلیف گوارا نہ کی۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ اور تین بار کی گولی سے ہجوم کی کیا حالت ہوئی غرض پبلسٹی افسر کے بیانات سے بھی یہی ظاہر ہے۔ کہ علاقہ میرپور کے مسلمانوں کو نہایت بُری طرح جبر و تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اور اس طرح مسلمانوں میں وہ بے چینی اور اضطراب پھر پیدا کر دیا گیا ہے۔ جو سابقہ مظالم کی تحقیقات کے ڈھونگ اور مسلمانوں کے مطالبات پورے کرنے کے وعدوں کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اور اس طرح ایک بار پھر عمال ریاست نے کوتہ اندیشی کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ اس کا نتیجہ اس دفعہ بھی ریاست کے لئے خوشگوار نہ نکلے گا۔ اور اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ اب کے پھر اُس نے بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے ؂

مسلمانانِ ریاست سے

ہم اس موقعہ پر مسلمانان علاقہ میرپور سے پوری پوری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے جہاں انہیں مصائب و آلام پر صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ وہاں اپنے مطالبات اور حقوق کے حصول کے لئے استقلال سے کام لینے کی بھی نصیحت کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ وہ اپنی جد و جہد کو پوری طرح آئینی حدود کے اندر رکھیں۔ تاکہ ریاست کو ان پر جبر و تشدد کرنے اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی سرگرم مساعی کے نتیجہ میں ان کے جو حقوق اور مطالبات تسلیم کئے جا چکے ہیں۔ انہیں کھٹائی میں ڈالنے کا موقعہ نہ ملے ؂

ہندوؤں میں بیواؤں کی شادی

اخبار "ملاپ" (۱۰ جنوری) کا بیان ہے کہ ہندو بیواؤں کی شادی کرانے والی صرف ایک سبھا سر گنگا رام ودھوا بواہ سہایک سبھا نے سنہ ۱۹۳۱ء میں پانچ ہزار چار سو ۴۸ بیواؤں کی شادیاں کرائیں۔ جن میں براہمن۔ کھشتری۔ اروڑہ۔ اگروال۔ کائستھ۔ سکھ راجپوت وغیرہ تمام ہندو اقوام کی عورتیں شامل ہیں ؂

اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے۔ کہ:۔

"ہندوؤں کی دن بدن کم ہونے والی تعداد کو روکنے اور مصیبت زدہ ہندو ودھواؤں کے دکھ دُور کرنے کے لئے ودھوا بواہ کی جو تحریک جاری ہو چکی ہے۔ وہ اب لگاتار بڑھ رہی ہے"

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کی تعداد کی کمی کو روکنے اور مصیبت زدہ ہندو بیواؤں کے دکھ دُور کرنے کا یہ طریق ویدک دھرم کے رُو سے کہاں تک جائز ہے۔ ویدک دھرم میں بیواؤں کی دوبارہ شادی کی قطعی ممانعت ہے۔ اور انیسویں صدی کے مہرشی دیانند جی نے بھی نہ صرف اس ممانعت کی تصدیق کی ہے۔ بلکہ اس پر بہت زور دیا ہے۔ اور اس کی بجائے نیوگ کی پوتر رسم پر عمل کرنا ضروری بتایا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے۔ کہ نیوگ کی تو کوئی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاتی اور اس کے مقابلہ میں بیواؤں کی شادی ایک ایک سبھا ایک ایک سال میں ہزاروں کی کرا دیتی ہے۔ اور اس پر مزید زور دینے کے لئے کہا جاتا ہے۔ "آنے والے سال میں کم از کم ایک لاکھ ودھواؤں کی شادی کر دی جائے"

کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں۔ کہ ہندو اپنے آپ کو نابود ہونے سے بچانے اور ہندو بیواؤں کے دکھ دُور کرنے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ویدک دھرم کو پس پشت ڈال کر اسلام کی تعلیم پر عمل کریں۔ ہم انہیں بتاتے ہیں۔ ان کے تمام دکھ اسی وقت دُور ہونگے۔ جبکہ وہ اسلام کی تمام تعلیمات پر عمل کرینگے ؂

اخبارات کیلئے نئی پابندیاں

گورنمنٹ ہند قانون شکن اور امن عامہ میں مخل ہونے والے لوگوں کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے جو انتظامات آرڈی ننسوں کے ذریعہ کر رہی ہے۔ ان سے کسی امن پسند شہری کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ لیکن اسی سلسلہ میں اخبارات پر جو شرائط عائد کی گئی ہیں۔ اور جن کی تشریح انہیں بہت وسیع بنا رہی ہے۔ ان کی پابندی سے عہدہ برآ ہونا امن پسند اور حکومت کے خیر خواہ اخبارات کے لئے بھی ناممکن نظر آتا ہے۔ مثلاً ایمرجنسی پاورز آرڈی ننس کی دفعہ ۱۴ کے رُو سے جس میں اخبارات کے متعلق احکام درج ہیں۔ کسی سرکاری افسر یا قانونی انتظام یا گورنمنٹ کے خلاف لکھنا۔ اسی طرح کسی راجے۔ اور نواب کے خلاف لکھنا پریس ایکٹ کے رُو سے جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس دفعہ کی جو تشریح حکومت بمبئی نے کی ہے۔ اس میں کانگرسیوں کی سرگرمیوں وغیرہ کی خبریں شائع کرنے کے ساتھ ہی عام سیاسی واقعات کی مبالغہ آمیز خبریں شائع کرنا بھی جرم ٹھیرایا گیا ہے ؂

ظاہر ہے۔ یہ پابندیاں ایک طرف تو اخبارات کی ہستی کو بیکار بنانے۔ اور دوسری طرف ان کی زندگی کو ختم کرنے یا مبتلائے مصائب کرنے کے لئے بہت وسعت رکھتی ہیں۔ سرکاری انتظامات اور سرکاری افسروں پر مہذب طریق سے نکتہ چینی نہ صرف عوام کے لئے مفید ہے۔ بلکہ خود حکومت کے لئے بھی بے حد فائدہ بخش ہے۔ اسی طرح ریاستوں کی مظلوم رعایا کی مشکلات اور مصائب بیان کرنا۔ اور ان کی اصلاح کے لئے آئینی جد و جہد کی تحریک کرنا بھی نہایت ضروری چیز ہے۔ ان امور پر قطعاً پابندی عائد نہیں ہونی چاہیئے ؂

فرمودہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۲ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آپس میں جلد صلح کرو

میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں **احباب کو نصیحت** کی تھی۔ کہ جہاں جہاں تک میری آواز پہنچے۔ اور جماعت کو اطلاع ہو۔ اس سال کے پروگرام میں علاوہ تبلیغ احمدیت کے اس بات کو خاص طور پر مدنظر رکھیں۔ کہ **باہم اتحاد و اتفاق** کو ترقی دی جائے۔ اور اس سلسلہ میں سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا جائے۔ کہ جنہیں یہ اطلاع پہنچے۔ وہ اس جمعہ تک جو آج گذر رہا ہے ایسے لوگوں سے جن سے ان کا جھگڑا **دنیوی اور نفسانی** وجوہات پر ہو۔ **صلح کرلیں** اور کوئی یہ مت خیال کرے۔ کہ میں مظلوم ہوں۔ اس لئے دوسرے کو پہلے صلح کرنی چاہیئے۔ بلکہ مظلوم کو زیادہ ضرورت ہے۔ کہ صلح کرے کیونکہ پہلے صلح کرنے والے کے لئے **عظیم الشان انعام** کا وعدہ ہے۔ اور یہ یقیناً بدقسمتی ہوگی۔ کہ ایک تو انسان مظلوم ہو اور دوسرے **صلح کرنے کے انعامات** بھی ظالم کو مل جائیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ دوستوں نے نہ صرف قادیان میں بلکہ باہر بھی اس پر ضرور عمل کیا ہوگا۔ لیکن اسقدر **وسیع جماعت** کے کانوں تک ایک بات کو اتنی جلدی پہنچانا چونکہ آسان نہیں۔ اور ممکن ہے۔ متواتر ایک بات دہرانے کے بغیر بعض لوگوں تک نہ پہنچ سکے۔ اس لئے مختصراً میں نے پھر اسے بیان کر دیا ہے۔

رمضان المبارک سے فائدہ اٹھاؤ

اس کے بعد میں **دوستوں کو نصیحت** کرتا ہوں۔ کہ جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے۔ وہ **رمضان المبارک سے فائدہ** اٹھائیں۔ اس مہینہ میں دعاؤں کی قبولیت کا خاص موقعہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دنوں میں خاص طور پر دعائیں سنتا ہے۔ اگرچہ یہ کہنا کہ خدا کو ان دنوں سے خاص تعلق ہے۔ اسکی شان کے خلاف ہے لیکن اسمیں شبہ نہیں۔ کہ اس نے اپنے **بندوں پر احسان** کرکے ایسے ذرائع مقرر کر دیئے ہیں۔ جن سے سوتوں میں بیداری پیدا ہوسکے اور وہ سمجھیں۔ کہ اگر سارا سال نہیں۔ تو اس مہینہ میں ہی روحانی فائدہ اٹھالیں آج کل **چھوٹے چھوٹے بچے** بھی روزہ رکھنے پر اصرار کرتے ہیں۔ جن پر روزے فرض نہیں۔ بلکہ وہ بچے بھی جو نماز تو شائد سال میں ایک دو دفعہ ہی پڑھتے ہیں۔ مگر روزہ رکھنے کے لئے بہت بیتاب ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ اس لحاظ سے تو مفید ہوسکتا ہے۔ کہ بچوں کو بھوک برداشت کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ لیکن روزے اس لئے نہیں آتے کہ انسان کو بھوکا رکھا جائے۔ بلکہ اس لئے ہیں۔ کہ **نفس پر قابو** پانے کی عادت ڈالی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی طرف انسان کو متوجہ کرنے کے لئے آتے ہیں۔ لیکن جو سحری کو کھانا کھا کر پھر سو جاتا ہے۔ اس کا کیا روزہ ہے۔

میں نے دیکھا ہے۔ **عورتوں میں یہ مرض عام ہے** کہ روزہ میں وہ عبادت کم کرتی۔ اور کھانے پینے کی طرف زیادہ توجہ کرتی ہیں۔ بے شک **عورت کے فرائض** میں یہ بات داخل ہے۔ کہ وہ گھر میں کھانے کا سامان کرے۔ اور جہاں نوکر وغیرہ نہ ہو۔ خود کھانا تیار کرے لیکن ان دنوں میں ایسا انتظام کرنا چاہیئے۔ کہ زیادہ وقت سحری تیار کرنے میں صرف نہ ہو۔ بلکہ نماز پڑھنے میں لگے۔ اور مردوں کو بھی چاہیئے۔ کہ اپنے کھانے یا کھانیکو زیادہ بالذت بنانے کے لئے عورتوں کو اس **نعمت سے محروم** نہ رکھیں۔ ممکن ہے بعض عورتیں چاہتی ہوں۔ کہ اس وقت عبادت کریں لیکن مرد ان سے ایسا سلوک کرتے ہوں۔ کہ وہ ڈر کے مارے کھانا پکانے یا اسے زیادہ بالذت بنانے میں وقت صرف کرنے پر مجبور ہوں۔ آج کل تو **سردی کا موسم** ہے رات کا پکایا ہوا کھانا بھی سحری کے وقت استعمال کیا جاسکتا ہے۔ صرف روٹی پکانے کی ضرورت رہتی ہے۔ اگرچہ اب تو یورپ والوں نے روٹیاں بھی ایسی ایجاد کر دی ہیں۔ جو آٹھ آٹھ دن تک خراب نہیں ہوتیں۔ غرضیکہ عورت و مرد سب ان دنوں میں **زیادہ عبادت** کریں۔ بلکہ جو بیمار یا مسافر ہونے یا کسی اور شرعی عذر کے ماتحت روزہ نہ رکھ سکتے ہوں۔ وہ بھی **تہجد پڑھنے کی کوشش** کریں۔ اور دعاؤں اور عبادت میں حصہ لیں۔ بلکہ ایسے لوگ اگر اپنے دل میں کڑھتے ہوں۔ کہ روزہ کیوں نہیں رکھ سکتے۔ تو **روزہ داروں میں شامل** ہو سکتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جہاد پر جا رہے تھے کہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔ مدینہ میں بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو جہاد کے ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں صحابہؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ یہ کیا بات ہے، کہ مشکلات تو ہم اٹھائیں۔ اور ثواب میں وہ بھی شامل ہو جائیں۔ جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ سستی اور کوتاہی کیوجہ سے ہمارے ساتھ آنے سے نہیں رکے۔ بلکہ ایسی مجبوریوں کی وجہ سے پیچھے رہے ہیں جو ان کے قبضہ سے باہر تھیں۔ اور تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔ جو ان کو نہ پہنچے تم کسی وادی میں نہیں چل رہے ہوتے۔ مگر وہ ساتھ ہوتے ہیں۔

پس وہ انسان جو **کسی جائز مجبوری کیوجہ سے** کسی عبادت میں شریک نہیں ہوسکتا۔ اور اس کے لئے دل میں کڑھتا ہے وہ ویسا ہی ثواب کا مستحق ہوتا ہے جیسا وہ انسان جو عبادت بجالاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جو شرعی مجبوری کیوجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ مگر اس پر افسوس کرتا ہے۔ وہ بھی ثواب کا مستحق ہے۔

اسلام اور دیگر مذاہب میں مابہ الامتیاز

جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار "نور" نے ۲۶ر دسمبر ۱۹۳۱ء جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حسب ذیل تقریر فرمائی (ایڈیٹر)

حضرات! مسلمانوں کے آنے سے قبل ہندوستان پانچ مختلف مدارج میں سے گزر چکا ہے۔ اور یہ نہ صرف میں ہی کہوں گا۔ بلکہ تاریخی واقعات اس امر پر شاہد ہیں۔ کہ اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے۔ جس نے ہندوستان کو

توحید کا سبق

سکھایا۔ ہندوستان میں اسلام سے پہلے پانچ بڑے بڑے مذہب پائے جاتے تھے۔ اول ویدک دہرم۔ دوسرا وام مارگ۔ تیسرا بدھ مت۔ چوتھا شومت۔ اور پانچواں ویدانت مت اگر ہم غور کریں۔ تو ہمیں

ویدک دھرم

میں تو قطعاً توحید نظر نہیں آتی۔ بلکہ اس میں عناصر پرستی دکھائی دیتی ہے۔

وام مارگ

میں شراب اور زناکاری تک کو جائز سمجھا گیا ہے۔ اس مذہب میں شراب کا نام تیرتھ ہے۔ زناکاری کو ایسا قابل ثواب سمجھا گیا ہے۔ جیسے کاشی کا درشن۔ غرض کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس مذہب میں توحید پائی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ اگر

بدھ مذہب

کو دیکھا جائے۔ تو اس میں بھی توحید مفقود ہے۔ بلکہ بدھ لوگ خدا کے وجود کے ہی قائل نہیں۔ پھر

شومت

میں شولنگ کی پوجا ہوتی ہے۔ البتہ

ویدانت مت

میں کچھ توحید کی جھلک نظر آتی ہے۔ مگر ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ویدانت مت کے بانی شنکر آچاریہ نے جو بھی توحید کا سبق دیا۔ وہ

اسلام کی خوشہ چینی

کا نتیجہ ہے۔ اور اس امر میں ویدانت مت اسلام کا ہی مرہون منت ہے۔ شنکر آچاریہ کے متعلق یہ امر ثابت شدہ ہے۔ کہ وہ آٹھویں صدی کے آخر میں ملک مالابار میں پیدا ہوئے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں مسلمان کب داخل ہوئے۔ سو تاریخ سے یہ امر ثابت ہے۔ کہ

مسلمانوں کا ہندوستان میں پہلا داخلہ

سنہ ۶۳۶ء میں بسر کردگی ابو العاص عامل یمن ہوا۔ دوسرا سنہ ۶۶۴ء میں بسر کردگی۔ امیر مہلب ہوا۔ اور تیسرا داخلہ سنہ ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم کی راہنمائی میں ہوا۔ اس تفصیل سے ظاہر ہے۔ کہ سنہ ۷۰۰ء تک سمندر کا ساحل ہونے کی وجہ سے مالابار میں مسلمان تاجروں کی آمد و رفت بہت کافی ہو چکی تھی۔ علاوہ اس کے تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ مسعودی سنہ ۳۰۰ھ کے قریب کالی کٹ تک مالابار میں آیا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ مالابار میں بصرہ اور بغداد کے بہت سے مسلمان آباد ہیں۔ جنہوں نے یہاں کے باشندوں میں بیاہ شادی کر لی ہے۔ ان میں بعض بڑے بڑے تاجر ہیں۔ اور یہاں کے مسلمانوں کا رئیس ابو سعید نامی ہے۔

پس

شنکر آچاریہ

نے جو بھی توحید کا سبق سیکھا۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ وہ مسلمانوں سے سیکھا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے۔ کہ شنکر آچاریہ نے کہیں بھی مسلمانوں کے خلاف کچھ کہنے کی جرأت نہیں کی۔

غرض اسلام کو باقی مذاہب پر جو روحانی لحاظ سے امتیازات حاصل ہیں۔ ان میں سے

پہلا امتیاز

توحید کی حقیقی تعلیم ہے یعنی کسی اور مذہب نے اس رنگ میں توحید کی تعلیم بنی نوع انسان کو نہیں دی۔ جس رنگ میں اسلام نے دی ہے۔

اب میں اسلام کی

ایک اور امتیازی خصوصیت

پیش کرتا ہوں۔ اور وہ مذہب میں داخلہ کا ذریعہ ہے۔ مسلمانوں سے قبل ہندوستان میں اگر کسی کو اپنی برادری میں شامل کیا جاتا تھا۔ تو اسے یہ گرم گرم کاڑھا پلایا جاتا تھا۔

گائے کا گوبر	پیشاب گائے	گائے کا گھی	دودھ گائے	دہی
ایک ماشہ	۲ ماشہ	۴ ماشہ	۵ ماشہ	۸ ماشہ

(دیکھو وشن سمرتی الف ۵۴)

شروع شروع میں آریہ سماج بھی یہی کاڑھا لوگوں کو پلاتا رہا۔ مگر یہ اسلامی تعلیم کا اثر ہے کہ اب آریہ سماج میں بجائے اس کاڑھے کے لڈو کھلائے جاتے ہیں۔ اور سکھوں میں کڑاہ پرشاد۔ مگر اسلام میں اگر کوئی داخل ہونا چاہے۔ تو اسے قطعاً کوئی ایسا کاڑھا پلانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ نہا دھو کر اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پڑھ کر مسلمان بن جاتا ہے۔ اور اگر وہ چوہڑا بھی ہو۔ تو بھی مسلمان ہونے کے بعد دوسرے مسلمان کے ساتھ کھانا کھا سکتا ہے۔ پس یہ اسلام کا

دوسرا امتیاز

ہے۔ جو اسے باقی مذاہب پر افضل ثابت کرتا ہے

پھر عبادت کو لیجئے

اسلامی نماز

ادا کرنے کے لئے صرف ایک کوزہ پانی کا وضو کے لئے درکار ہوتا ہے۔ اور اس بات کی اجازت ہے۔ کہ اگر کوئی کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ تو بیٹھ جائے۔ اور اگر کوئی بیٹھ کر بھی نماز ادا نہیں کر سکتا۔ تو لیٹ کر پڑھ لے۔ وضو نہیں کر سکتا۔ تو تیمم کرے۔ غرض ہر رنگ میں اسلامی عبادت میں آسانی ہے۔ اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا۔ کہ میرے لئے نماز پڑھنا ناممکن ہے۔ مگر آریوں کی عبادت یا سندھیا یا ہون کے لئے ایسی قیمتی اشیاء کی ضرورت ہے۔ جو معمولی انسان کسی صورت میں بھی خرید نہیں سکتا۔ چنانچہ یجر وید ۱۹ کے حوالہ سے سوامی دیانند جی لکھتے ہیں۔ ہون کرنے کے لئے گھی۔ کستوری اور کیسر کی ضرورت ہے۔ گھی آج کل روپیہ کا ۱۰ چھٹانک کیسر اڑھائی روپیہ تولہ اور کستوری ۳۶ روپیہ تولہ ملتی ہے۔ کیا ہر شخص اس قدر قیمتی اشیاء ہون کے لئے خرید سکتا ہے۔ اگر لوگ یہ چیزیں نہ خرید سکیں۔ اور جیسا کہ تجربہ ظاہر کرتا ہے۔ عام لوگ نہیں خرید سکتے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ وہ عبادت بھی نہیں کر سکتے اور عبادت کے لئے جو مذہب ایسی شرائط لگاتا ہے۔ وہ اپنی تعلیم کو آپ ناقص ثابت کرتا ہے۔

اسی طرح سکھوں کو عبادت کے لئے پنج اشنانہ کی ضرورت ہے۔ یہ دراصل اسلامی وضو کی نقل ہے۔ جس طرح وضو کے لئے منہ ہاتھ اور پاؤں دھونے کی ضرورت ہے۔ ٹھیک یہی حالت پنج اشنانہ کی صورت میں ہے۔ یہ بھی اسلام کا ایک امتیاز ہے۔ کہ دیگر مذاہب اس کی خوبیوں کو اپنے اندر جذب کر رہے ہیں۔

غرض سوائے اسلام کے کوئی ایسا مذہب نہیں۔ جو بندگی اور عبادت میں آسانی پیدا کرتا ہو۔ اور ہر شخص کے لئے ہر حالت میں عبادت کرنا ممکن بناتا ہو۔ یہ

تیسرا امتیاز

ہے۔ جو اسلام کو دوسرے مذاہب پر حاصل ہے۔

ایک اور خصوصیت جو اسلام کو حاصل ہے۔ وہ

نکاح بیوگان

ہے۔ سناتن دھرم میں نکاح بیوگان کی سخت ممانعت ہے۔ آریہ سماج کو پہلے تو نیوگ پر بہت اصرار رہا۔ اور باوجود اس کی قباحتوں اور برائیوں کے انہوں نے اسے صحیح تسلیم کیا۔ اور اس مثل کے ماتحت کہ روغن چراغ با تربوز خوردن اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ۔ انہوں نے کہا۔ چونکہ نیوگ وید کے رو سے جائز ہے۔ اس لئے اچھا ہے۔ حالانکہ یہ نہایت مکروہ اور ناپسندیدہ ہے تربوز کے ساتھ کیروسین آئیل زیب نہیں دیتا۔ بلکہ اس کے لئے مصری یا چینی ہی زیب دیتی ہے۔ اسی طرح نیوگ کا حال ہے۔ مگر اسلام نے کہا۔ کہ بیوگان کا نکاح کر دو۔ اس نے اَنکحوا الایامیٰ منکم کا حکم دیا۔ یہ حکم ایسا پر حکمت ہے۔ کہ آج وہ قومیں جنہیں مذہباً نکاح بیوگان کی ممانعت ہے۔

حوادثاتِ زمانہ کے تھپیڑے کھا کھا کر اس اصل کو تسلیم کر رہی ہیں۔ اور بیوگان کے نکاح پر زور دے رہی ہیں۔ اسلام نے نکاح کے متعلق یہ اصل بھی قائم کیا ہے۔ ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم۔ کہ نکاح کے وقت یہ دیکھو۔ کہ آیا لڑکا یا لڑکی شریف اور نیک ہیں۔ یا نہیں ان کی شرافت اور تقویٰ کو مدنظر رکھو۔ کیونکہ خدا کے حضور ایسے لوگ ہی بلند درجہ رکھتے ہیں۔ خواہ ظاہری سامانوں کے لحاظ سے وہ ادنیٰ دکھائی دیں۔ مگر

ہندومت میں ذات پات

کا بہت خیال ہے۔ منو ۸/۲۷۲ میں لکھا ہے۔ کہ اگر کوئی نیچ قوم والا اونچی ذات والوں کا نام لے۔ تو دس انگل گرم لوہا اس کے حلق میں ٹھونس دو مگر اسلام ایسی باتوں کا قائل نہیں۔ اور زمانہ خود ظاہر کر رہا ہے۔ کہ اسلامی تعلیم ہی بابرکت اور نافعٌ للناس ہے

اسلام کی

ایک اور امتیازی خصوصیّت

تبلیغ ہے۔ یہ خصوصیت ایسی اہم ہے۔ کہ جن لوگوں کا مذہب خواب میں بھی اس بات کا روادار نہیں تھا۔ کہ کوئی غیر شخص اس کی کوئی بات سن پائے۔ وہ بھی اسلام کی ریس میں

تحریک شدھی

جاری کر رہے ہیں۔ مگر اصل اصل ہی ہے۔ اور نقل نقل ہی۔ بے شک آریہ سماج نے شدھی کا سوانگ تو رچا۔ مگر اس میں شدھ ہونیوالوں کو اپنانے یا جذب کرنے کی طاقت نہیں۔ وہی چیزیں اغیار کو جذب کر سکتی ہیں۔ اور انہیں اپنا بنا سکتی ہیں۔ کھانا۔ پینا اور رشتہ داری یہ ہر دو امور ہندو کرہ ہوائی اور آریہ والو منڈل میں مفقود ہیں۔ لڈو کے ساتھ لڈو چھوانے سے ہم کسی کو جذب نہیں کر سکتے۔ شدھی میں شدھ ہونیوالوں کو آریہ لوگ ڈولی دینے کے لئے تیار نہیں۔ یہ صورت ایسی ہی ہے کہ ایک مسافر کو ٹکٹ گھر سے ٹکٹ تو مل جائے۔ مگر اس کے لئے گاڑی میں کوئی درجہ نہ ہو۔ اور وہ پلیٹ فارم پر بھٹکتا پھرے۔ کہ اتنے میں گاڑی سیٹی دیتی ہوئی چلتی بنے۔ اور وہ بے چارہ منہ تکتا رہ جائے۔ یہی

شدھ ہونے والوں کی حالت

ہے۔ ان کے لئے کوئی ورن مخصوص نہیں۔ نہ کوئی اعلیٰ ورن کا ہندو ان کے ساتھ شامل ہو کر کھانے کے لئے تیار ہے۔ اور نہ ہی رشتہ ناطہ کرنے کا روادار۔ یوں کہنے کو تو آریہ سماج بھی کہتا ہے۔ کہ یہ ہمارے گوشت کا پوست ہیں۔ مگر یہ گوشت کا پوست ایسا ہی ہے۔ کہ نہ اروں سو گز پھاڑو اور نہ ایک گز۔ مگر برخلاف اس کے اسلام میں یہ بات نہیں۔ اگر آج ایک بھنگی سے کوئی مسلمان ہوتا ہے۔ تو بڑے سے بڑے معزز مسلمان کو بھی اس کے ساتھ مل کر کھانے میں کوئی دریغ نہیں۔ اور اگر وہ تقویٰ طہارت اور دیگر اخلاقی لوازمات اور معاشرتی زندگی میں اعلیٰ نمونہ پیش کر سکتا ہے۔ تو معزز سے معزز مسلمانوں کو اس کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنے میں بھی کوئی حجاب نہیں ہو سکتا۔

اسلام کو ایک اور امتیازی خصوصیت یہ حاصل ہے کہ اسلام ہی وہ سب سے پہلا مذہب ہے جس نے والدین اور سسرال کی جائیداد میں

عورتوں کے حقوق

قائم کئے۔ وگرنہ غیر مذاہب میں عورت کی جو کچھ قدر و منزلت ہے اس کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ گوسائیں تلسی داس اپنی مشہور تصنیف تلسی رامائن میں کہتے ہیں۔

ڈھول گنوار شودر پشو ناری
یہ سب تاڑن کے ادھیکاری

یعنی ڈھول گنوار شودر حیوان اور عورت اس قابل ہیں کہ انہیں ہر وقت تاڑ مار پڑتی رہے۔ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء کا پرتاپ لکھتا ہے "ایک عورت عمر بھر پتی کی سیوا کرتی رہے۔ پتی مر جائے تو ہندو عورت کو اس کی جائیداد پر کوئی حق نہیں"

اسی پنجاب کا ہی واقعہ ہے کہ ایک مرد نے اپنی استری کو اس لئے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ وہ اپنے والدین کے گھر سے کیوں بہت سا جہیز نہ لائی۔ چونکہ اسلامی تعلیم دلوں پر اثر کرنے والی ہے اس لئے گذشتہ سال ریاست بڑودہ میں ایک ایسا قانون پاس ہوا ہے۔ جس سے جائیداد میں

ہندو عورت کا حصہ

بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ ہے اسلامی امتیاز اور خوبی کہ دشمن کو بھی اس کا تتبع کئے بغیر چارہ نہیں۔

ایک اور مسئلہ جس سے ہندو مت کا بودا پن ظاہر ہوتا ہے

تناسخ

ہے۔ منو $\frac{12}{9}$ سے ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی شخص چوری اور زنا کرے تو اس جرم کی سزا میں اگلی جونوں میں وہ درخت نباتات اور کیڑے مکوڑوں کی شکل بنتا ہے۔ مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ برسات کے موسم میں جو کروڑ ہا کیڑے مکوڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کیا ان دنوں خاص طور پر افعال بد کا بازار گرم ہوتا ہے۔ اگر نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ کسی چیز کا پیدا ہونا کسی کے گناہوں کا نتیجہ نہیں۔

علاوہ ازیں یجر وید $\frac{19}{88}$ میں لکھا ہے کہ عورت مرد گربھادان کرتے وقت باہمی محبت میں سرشار ہو کر آنکھ کے ساتھ آنکھ من کے ساتھ من جسم کے ساتھ جسم ... جس سے بدصورت اور لنگڑی لولی اولاد پیدا نہ ہوگی۔

بیرا نیشد ادھیائے ۶ برہمن ۱۸ مترجمہ پنڈت راجہ رام شاستری صاحب میں لکھا ہے کہ اگر عالم۔ پبلک میں لیکچرار جلسہ وید وں کا عالم فصیح اور پوری عمر حاصل کرنے والا بچہ کوئی شخص پیدا کرنا چاہے۔ تو میاں بیوی چاول پکا کر دودھ اور گھی ڈال کر کھائیں۔

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ عالم اور پبلک میں لیکچرار

اولاد پیدا کرنا

انسان کے اپنے اختیار میں ہے اور یہ بھی انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ ایسی تدابیر اختیار کرے جن سے اولاد لولی لنگڑی پیدا نہ ہو۔ پس ثابت ہوا کہ تناسخ کا مسئلہ باطل ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کبھی ایسے لغو مسائل کا قائل نہیں ہوا اس معقولیت کے سامنے بعض ہندو فرقے بھی سر تسلیم خم کر رہے ہیں مثلاً برہمو سماج اور دیو سماج وغیرہ عقیدہ تناسخ کے قائل نہیں۔ اسلام کو ایک اور خصوصیت یہ حاصل ہے کہ اسلام دنیا کے تمام ہادیوں اور

بزرگان دین کی عزت

و احترام کرتا ہے اسلام کہتا ہے ولکل قوم ھاد۔ ہر قوم اور ہر مذہب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادی آئے۔ پس ایک مسلمان ہر قوم کے مسلمہ بزرگوں کا احترام کریگا۔ مگر اور کسی مذہب میں اس قدر رواداری کی تعلیم نہیں۔

آخری اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام اپنے اندر اس قدر

خوبیاں اور محاسن

رکھتا ہے کہ دشمن تک اس کی خوبیوں کے اعتراف پر مجبور ہیں پرکاش ۱۳ نومبر ۱۹۲۶ء نے لکھا تھا۔

"قانون قدرت کی اس عالمگیر صداقت کی تکمیل کے لئے مہاتما گوتم بدھ۔ حضرت عیسیٰ۔ حضرت محمدؐ۔ شری شنکر آچاریہ گورو نانک ظہور پذیر ہوئے اور انہوں نے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق مذہب کی اصلاح کا کام انجام دیا"

ہندوؤں کا ایک فرقہ پرنامی ہے۔ اس کے ایک فرد شری دیو چند امر کوٹ (مارواڑ) اپنی مشہور کتاب کال جیع صاحب میں لکھتے ہیں کہ

اک خدا دوجا محمدؐ برحق
کافر تسکو کہیئے جو ان میں لائے شک

آریوں میں سے لالہ کانشی رام وکیل چیف کورٹ پنجاب پردہان آریہ سماج اپنی کتاب "ایشور درشن" میں لکھتے ہیں "ہندوستان میں بے شمار دیوی دیوتاؤں کی پوجا شروع ہونے لگی۔ اس تنزل کی حالت میں اسلام نے آریہ ورت پر حملہ کیا۔ اسلام کی وحدانیت کے سامنے آریہ ورت کی بت پرستی نے سر جھکا دیا۔ بت پرستی اور شرک۔ خدا پرستی کی تاب نہ لا سکے آخر پورانک دھرم اور پورانک راج کو اسلام نے مغلوب کر لیا"

آخر لالہ لاجپت رائے صاحب کو بھی یہ کہنا ہی پڑا کہ

"ہندو دھرم کی بوسیدہ دیوار اسلام کے زبردست وحدانیت کے گولے کے سامنے نہ ٹھہر سکے گی"

(اخبار وکیل امرتسر یکم دسمبر ۱۹۲۶ء بحوالہ پرتاپ)

اسلام کی صداقت کا ثبوت

ہے۔ کہ معاندین بھی اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اور خود ہندوؤں کے پراچین گرنتھوں میں اسلامی صداقت کے بین ثبوت موجود ہیں۔ اور یہ اسلامی امتیاز اور خصوصیت کی بین شان ہے۔ چنانچہ

بھوشیہ پران

پرتی سرگ پرب میں لکھا ہے۔ کہ راجہ بھوج کو دیوتا کا روپ بنا کر خواب میں یہ بات بتلائی گئی۔ کہ ایسا شخص جس کا ختنہ کیا گیا ہو۔ چوٹی نہ رکھتا ہو۔ لمبی ڈاڑھی والا۔ بانگ دینے والا سب کچھ کھانیوالا ہو۔ میرا آدمی ہوگا۔ اگر ایسا آدمی ہندوستان میں آئے۔ تو اس کو بے روک ٹوک ہندوستان میں آنے دینا چاہیئے۔ اور سب جگہ پھرنے دینا چاہیئے۔

یہ علامات اس قدر واضح ہیں۔ کہ ان کی تشریح کی ضرورت ہی نہیں۔ خصوصاً "سب کچھ کھانے والا" کے الفاظ سے انسان حقیقت کی تہ تک پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ ہندوؤں میں سب کچھ سے مراد گائے ہوتی ہے۔ اسی طرح

کلغی پران

اردو ترجمہ پنڈت ہردیال صاحب شرما کے صفحہ ۸۴ پر ہے۔ کلغی بھگوان نے ان میں اور باغیچوں کو جو شہر کے قریب تھے۔ دیکھ کر دل میں بہت خوش ہوئے۔ کلغی بھگوان (یعنی احمدؐ نے عزت سے کہا) اے طوطے اس جگہ ہم اشنان کریں گے۔ طوطے نے پربھو سے اس مطلب کو سمجھ کر عاجزی سے عرض کیا۔ کہ میں پدما کے محل میں جانے کی اجازت چاہتا ہوں۔ اور اس نے پدماوتی کے پاس آکر کلغی بھگوان کا پیغام دیا۔ یعنی اسے مبارکباد دی۔

اس جگہ کلغی بھگوان کا دوسرا نام احمدؐ ظاہر کیا گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا واضح ثبوت ہو سکتا ہے۔ اشنان سے مراد جماعت کی طہارت اور پاکیزگی ہے یعنی کلغی بھگوان جس کا دوسرا نام احمدؐ ہے۔ وہ اسلام کو ان اتہامات سے جو غیر مذاہب والے لگاتے ہیں۔ دور کر کے اسلام کا روشن چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کرے گا۔ اور یہاں طوطے سے مراد ہندوؤں کی اصطلاح میں پاک جانور ہے۔ اور اس کی امت کے لوگ ایسے ہوں گے۔ جو

سبز رنگ سے محبت

کریں گے۔ اب صاف ظاہر ہے۔ کہ مسلمان سبز رنگ سے محبت کرتے ہیں۔ اور وہ سبز رنگ سے محبت کرنے والی جماعت پدما یعنی سفید رنگ والوں مراد یورپین لوگوں کے پاس جاکر کلغی بھگوان کی آمد کی خوشخبری دیگی لطف یہ ہے کہ جو تبلیغی جماعت ۱۹۲۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے

مولوی محمد یوسف صاحب میر واعظ کشمیر جواب دیں

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

مولوی محمد یوسف صاحب کی روش

کشمیر میں جب سے طلب حقوق کی موجودہ تحریک شروع ہوئی ہے۔ مجھے اس کے تمام حالات کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ میں ان تمام حالات پر اس وقت مفصل لکھنا چاہتا ہوں۔ لیکن مولوی محمد یوسف صاحب میر واعظ کی موجودہ روش کو دیکھتے ہوئے میں چند ایک باتیں مختصر طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور میں تمام مسلمانان کشمیر اور مسلمانان ہندوستان سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ غور فرمائیں۔ کہ آیا میر واعظ صاحب کی موجودہ پالیسی کسی لحاظ سے بھی۔ مسلمانان کشمیر کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ اور کیا موجودہ نازک ترین دور میں ان کا فرقہ وارانہ سوال اٹھانا مسلمانوں کے لئے سم قاتل نہیں۔ میں مولانا میر واعظ صاحب سے چند ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ اور میں امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ بذریعہ اخبارات جواب دیں گے۔

پہلا سوال

خانقاہ معلےٰ میں جب نمائندوں کا انتخاب ہوا تھا۔ تو کیا آپ نے یہ نہ فرمایا تھا۔ کہ موجودہ تحریک میں فرقہ وارانہ سوالات کو بالائے طاق رکھا جائے۔ اور حصول مطالبات تک۔ سنی شیعہ احمدی اہلحدیث وغیرہ کا کوئی سوال نہ اٹھایا جائے۔ اگر آپ کا جواب اثبات میں ہو۔ اور ہونا چاہیئے۔ تو فرمائیے۔ کس نے اس عہد کو جو آپ نے خود کیا تھا۔ اور لوگوں سے کرایا تھا۔ سب سے پہلے قولاً و فعلاً توڑا۔ اور قرآن شریف میں عہد کر کے توڑ دینے کے متعلق کیا ارشاد ہے۔

دوسرا سوال

نمائندگان کی امداد اور مشورہ کے لئے جو جنرل کونسل بنائی گئی تھی۔ اس کے ممبروں میں احمدی صاحبان کا انتخاب بھی عمل میں آیا تھا۔ یا نہیں۔ اگر احمدی صاحبان اس میں شامل تھے۔ اور ضرور تھے۔ تو کیوں ایسی کونسل کو آپ اپنے مکان میں اجلاس کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ بذات خود بھی ایسی مجالس میں شرکت فرما کر ان سے مشورے لیا کرتے تھے۔ اگر اس وقت یہ سب کچھ درست اور جائز تھا۔ تو اب کونسی نئی بات پیدا ہو گئی ہے۔ جو آپ کو احمدیوں سے اس قدر خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔

تیسرا سوال

مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل کو آپ احمدی جانتے ہوئے بھی کیوں ان کو مشورہ کے لئے طلب فرمایا کرتے تھے۔ اور ان کی رائے کی قدر و منزلت کرتے ہوئے ان کے مشوروں پر عمل پیرا ہوتے تھے۔

چوتھا سوال

تحریک کشمیر کی ابتدا اور درمیانی مراحل پر احمدی صاحبان کیا جامع مسجد میں آپ کے مواعظ کے بعد لیکچر نہیں دیا کرتے تھے۔ اور باوجود آپ کو علم ہونے کے آپ نے کسی وقت بھی انہیں روکا۔ روکنا تو الگ رہا۔ آپ ان کی تائید کرتے رہے۔

پانچواں سوال

کیا یہ درست نہیں۔ کہ آپ نے جنرل کونسل کے اجلاس کے وقت خود اس امر کا اقرار بارہا فرمایا۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے مشوروں اور ہدایات پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ نیز خواجہ سعدالدین صاحب شال کے مکان پر جو میٹنگ شیخ دین محمد صاحب بیرسٹر کی موجودگی میں منعقد ہوئی تھی اس میں کیا آپ نے اس خیال کا اظہار نہیں فرمایا تھا۔ کہ جو پروگرام آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے تجویز کیا ہے۔ اسکو عملی جامہ پہنانا چاہیئے۔ اور مجلس احرار کی سرگرمیوں کو ناپسند فرمایا تھا۔

چھٹا سوال

کیا یہ واقع نہیں۔ کہ آپ نے کشمیر کمیٹی کے ایک قاصد کو جو شملہ سے آپ کے پاس آیا تھا۔ واپسی پر اپنی جیب سے زادِ راہ دیکر اور اپنا پیغام دیکر واپس بھیجا تھا۔ اور فاض کر اس صورت میں جب کہ آپ کو علم تھا۔ کہ یہ شخص احمدی ہے۔ ان دنوں تو آپ احمدیوں پر اس قدر مہربان تھے۔ تو اب انہوں نے کونسی خطا کی ہے۔ کہ آپ اتنے خفا ہو رہے ہیں۔

ساتواں سوال

کیا یہ امر واقع نہیں۔ کہ آپ نے کشمیر کمیٹی کے ایک خاص آدمی سے بطور چندہ کمیٹی کی طرف سے کچھ رقم وصول کر کے رسید نہیں دی پھر کیا یہ درست نہیں ہے۔ کہ گزشتہ مارشل لاء کے دوران میں آپ نے ایک بڑی رقم کشمیر کمیٹی سے وصول کی۔ اگر اس کا جواب اثبات میں ہو۔ تو کیا ان دنوں کشمیر کمیٹی کے صدر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نہ تھے۔ اور سیکرٹری مولانا درد صاحب نہ تھے۔ لیکن اب آپ کو ان دونوں کے متعلق کیوں اعتراض پیدا ہوا ہے۔ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں۔ کہ جب تحریک احرار نے زور پکڑا۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے آپ کو کم رقم بہم پہنچائی۔ تو آپ احرار کی طرف مائل ہو گئے۔ حالانکہ قبل ازیں آپ تحریک احرار کے مخالف تھے۔

آٹھواں سوال

مورخہ ۱۳ جولائی کو جب جیل میں گولی چلنے کا افسوسناک واقعہ ہوا۔ اور لاشیں جامع مسجد میں لائی گئیں۔ تو آپ اس وقت جامع مسجد میں موجود تھے۔ میں نے اس وقت آپ کو شہر میں بعض ناپسندیدہ حرکات کے سرزد ہونے کی خبر دی تھی۔ اور آپ نے ایسی حرکات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے میرے ساتھ دیر تک سلسلہ گفتگو جاری رکھا۔ حالانکہ آپ کو خوب علم تھا کہ میں احمدی ہوں۔ کیا وجہ ہے کہ اس وقت تو ہر قسم کی امداد ہم سے لی۔ اور بعض موقعوں پر ہمیں مشورے دئے۔ لیکن اب ہم آپ کے نزدیک قابل گردن زدنی ہیں۔ علاوہ اسی دن اور اسی وقت مجھے آپ نے ایک نہایت اہم کام سرانجام دینے کے لئے فرمایا۔ جسے میں نے بخوبی انجام دیا۔ اور اب تک مسلمانان کشمیر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ نیز ۲۲ ستمبر کو جامع مسجد وغیرہ میں جب دوبارہ گولی چلی۔ تو پھر آپ نے ایسے خطرہ میں پڑنے کے لئے مجھے ہی اشارہ فرمایا۔

نواں سوال

پھر آپ نے اسی حد تک احمدیوں کے ساتھ اشتراک عمل نہیں کیا۔ بلکہ جب مطالبات حضور مہاراجہ بہادر کی خدمت میں پیش ہونے والے تھے تو اس کا مسودہ خواجہ سعد الدین شال کے مکان پر جنرل کونسل کے سامنے پیش ہوا۔ اس کونسل میں تمام ممبران بلا لحاظ کسی فرقہ وارانہ سوال کے جمع ہوئے۔ اسی مجلس میں مولوی عبد الرحیم صاحب درد سکرٹری کشمیر کمیٹی مولوی محمد یعقوب صاحب ایڈیٹر اخبار لائٹ بھی شامل تھے۔ یہ دونوں حضرات احمدی ہیں اور آپ نے نہایت تپاک کے ساتھ ان سے ملاقات فرمائی۔ اگر درحقیقت آپ کو احمدیوں سے اس قدر نفرت تھی۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اب تک آپ ان کے ساتھ شیر و شکر رہے۔ اور اب کیوں آپ کے نزدیک احمدی اس قابل بھی نہیں۔ کہ ان سے کوئی ملے۔ یا ان سے کسی طرح اشتراک عمل کیا جائے۔

دسواں سوال

یہی نہیں بلکہ آپ نے بارہا کشمیر کمیٹی کے ہاؤس بوٹ میں دعوتیں اڑائیں اور احمدیوں کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر کھانے کھائے ہیں۔ کیا ان سے موقعہ ملنے پر روپیہ وصول کر لینا۔ دعوت آنے پر فوراً لبیک کہہ دینا اور گھنٹوں ان کے ساتھ مل کر مشورے کرنا جائز تھا۔

گیارھواں سوال

محترم! میں آپ کی زیادہ سمع خراشی نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن چند ایک اور ضروری امور بھی دریافت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جب گزشتہ دنوں آپ نے افتراق کی چنگاری پھینکی۔ تو ایک جمعہ کے روز جبکہ آپ جامع مسجد میں وعظ فرما رہے تھے۔ اور مجھے ایک نہایت ضروری کام سے آپ کے پاس جانا پڑا میں آپ کے پاس ممبر کے قریب پہونچا۔ اور گفتگو کرنی چاہی تو آپ نے خطبہ ذرا دیر کے لئے بند فرما کر مجھے اوپر ممبر پر بلا لیا اور بات کی۔ اس واقعہ کو سینکڑوں گواہ آپکے سامعین ہونگے اس وقت بھی آپکو خیال نہ آیا۔ کہ احمدی مسجد میں کیوں آکر مخل ہوا۔ لیکن اب آپ ہمارا نام بھی نہیں سننا چاہتے۔ آخر وجہ کیا ہے کہ آپ اس قدر برگشتہ ہو گئے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ مجھے جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

آخری درخواست

اب میں آپ سے آخری درخواست کرتا ہوں کہ احمدی احباب نے بھی اور آپ نے بھی ایک دوسرے کے ساتھ سیاسی امور میں اشتراک عمل کیا تھا۔ اور ہر ایک عقل مند اس امر کو تسلیم کریگا۔ کہ موجودہ وقت میں ایسا اشتراک کس قدر ضروری اور لازمی ہے۔ کفر کی ساری طاقتیں اسلام کو مٹا دینے پر تلی ہوئی ہیں۔ اغیار نے باوجود اپنے اندر بیشمار اختلافات رکھنے کے صرف سیاسی امور میں اتحاد و اتفاق کیا ہوا ہے۔ اور دوسری طرف مسلمان ہیں۔ کہ اپنی ذاتی اغراض کے لئے احکام اسلام سے روگردانی کر رہے ہیں۔ ان کو فتنہ پردازی سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ کیا یہ مسلمانوں کے زندہ رہنے کے لچھن ہیں۔

مطالبہ آزاد اسمبلی اور مولوی صاحب

حیرت ہے کہ مولوی صاحب جب تک کشمیر میں رہے۔ وہ ماتحت اسمبلی کے حامی تھے۔ لیکن پنجاب کی آب و ہوا نے خدا جانے ان پر کیا جادو کا اثر کیا۔ کہ وہاں جاتے ہی آزاد اسمبلی کا مطالبہ کرنے لگ گئے۔ حالانکہ انہوں نے جو میموریل حضور مہاراجہ بہادر کی خدمت میں پیش کیا۔ اور جس پر سب سے پہلے ان کا ہی دستخط ثبت ہے۔ اس کا میں بھی انہوں نے کوئی ایسا مطالبہ نہیں کیا۔ جواب وہ کر رہے ہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ مولانا کشمیر کے باشندے ہوتے ہوئے اور یہاں کے مخصوص حالات بخوبی جانتے ہوئے اس قدر بے خبر کیوں بن رہے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ مولوی صاحب آزاد اسمبلی کے معنی بھی نہیں سمجھتے۔ ورنہ امید نہ تھی۔ کہ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے اس قسم کا کوئی مطالبہ کرتے۔ ہم ان لوگوں کی شاندار قربانیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جنہوں نے کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی خاطر تکالیف برداشت کیں۔ اور جیل خانوں میں گئے۔ لیکن آزاد اسمبلی کا مطالبہ ہم اپنے ملک کے موجودہ حالات کی وجہ سے اتفاق نہیں۔ گو یہ مطالبہ ایک نہایت زریں چیز ہے لیکن اس کے لئے پہلے کافی تیاری کی ضرورت ہے۔ پس ہم اپنے ملک کے مخصوص حالات کی وجہ سے وہی مطالبات منظور کرانا ضروری سمجھتے ہیں۔ جو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی امداد اور مشورہ سے ہم پیش کر چکے ہیں۔

محمد یوسف۔ بی۔ اے (علیگ) سری نگر

جموّں کے حالات

نماز تراویح کا رکھا روک دی گئی

جموّں ۱۶ جنوری۔ جموں چھاؤنی سے مسلمانوں کی کمپنیاں ڈوگرہ فوجوں کے ساتھ میرپور کے ضلع میں جا چکی ہیں۔ اور اب معدودے چند مسلمان سپاہی چھاؤنی میں متقیم ہیں۔ سالہائے سابق کی طرح اب کے بھی مسلمان فوجیوں نے نماز تراویح کا اہتمام کیا۔ چنانچہ دو یوم تک نماز ادا کی جاتی رہی۔ لیکن تیسرے یوم ٹھاکر نرنت سنگھ میجر نے مسلمان فوجیوں کو حکماً نماز تراویح سے روک دیا۔ مسلمان ٹھاکر مذکور کے اس مسلم آزار حکم سے سخت نالاں ہیں۔ مگر قہر درویش بجان درویش مجال دم زدن نہیں رکھتے۔

روزہ داروں کو ایذا دہی

پولیس لائن جموں میں ماہ رمضان سے پیشتر آٹھ بجے شب گنتی ہوا کرتی تھی لیکن جونہی رمضان شروع ہوا ہے۔ دریام سنگھ لائین افسر نے گنتی کا وقت ۵ بجے مقرر کر دیا ہے۔ جو عین افطار صوم کا وقت ہے مسلمان ملازمین کو بلا وجہ گنتی کے بعد بھی ٹھہرائے رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ انہوں نے روزہ افطار کر کے نماز بھی ادا کرنی ہوتی ہے جب مسلمان سپاہی اجازت طلب کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ کوئی پرواہ نہیں۔

وزیر اعظم کشمیر کی علیحدگی کا مطالبہ

۱۵ جنوری بعد نماز جمعہ مسجد شاہی جموں میں منشی محمد اسحاق صاحب نے مسلمانان جموں کو حالات حاضرہ سے آگاہ کرتے ہوئے صبر کی تلقین فرمائی جس کے بعد ذیل کی قرار داد بالاتفاق منظور ہوئی۔

مسلمانان جموں کا یہ عظیم الشان اجتماع راجہ ہری کشن کول وزیر اعظم ریاست جموں و کشمیر کی مسلم آزار پالیسی پر اظہار افسوس کرتا ہوا۔ مہاراجہ بہادر کشمیر سے پر زور عرض کرتا ہے کہ چونکہ وزیر اعظم ریاست کی بے چینی کو رفع کرنے اور راعی اور رعایا کے درمیان مستقل سمجھوتہ کرانے کی بجائے اپنی مسلم آزار پالیسی سے موجودہ بے چینی کو تقویت دے رہے ہیں۔ اس لئے ازراہ کرم ان کو فوراً علیحدہ کیا جائے۔

اختر علی خاں اور راجہ ہری کشن کول

۶ اور ۷ جنوری کو اختر علی خاں آف زمیندار موٹر کے ذریعہ

زندگی

ہر جاندار خواہ کسی حالت میں ہو - زندگی کا دلدادہ ہوتا ہے - اور موت سے نفرت رکھتا ہے - موت ایک سلبی مفہوم اور حیات ایجابی کا نام ہے - یا بالفاظ احسن عدم حیات کا نام موت ہے - موت اگر بھیانک اور خوفناک چیز ہے - تو زندگی خوبصورت، دلربا اور مرغوب طبائع ہے ہر انسان زندگی چاہتا ہے - مگر بہت کم لوگ ہیں - جو زندگی کی حقیقت - اس کی غرض - اس کے پیار کی وجہ اور علامات سے واقف ہیں - وہ دیوانہ وار زندگی کی خواہش رکھتے ہیں - مگر اس کی غایت سے ناآشنا ؛

زندگی ایک غیر مرئی طاقت اور نادیدنی قوت کا نام ہے - وہ جوہر ہے جسے ہم اس کے اثرات اور نتائج سے ہی شناخت کرسکتے ہیں اور اگر ہم انسانی قالب میں ہوتے ہوئے بھی کثیف سے لطیف کی طرف رجوع کرسکتے ہیں - تو ہم زندگی کو نہایت خوشنما روحانی وجود میں دیکھ سکتے ہیں - حقیقی زندگی ایک زبردست روحانی طاقت ہے - اور اس قدر بلند ہے - کہ موت کی وہاں تک رسائی نہیں - جس طرح آفتاب کی موجودگی میں تاریکی کا گزر نہیں ہوسکتا - اسی طرح سچی زندگی موت کی تاریکیوں سے چھپ نہیں سکتی ؛

ایک ادنیٰ ترین کیڑے سے لیکر اشرف المخلوقات انسان تک زندگی کی ہزاروں صورتیں ہیں - اور ان تمام صورتوں میں زندگی ایک عارضی وصف نظر آتی ہے - ذاتی خاصیت نہیں - ذاتی طور پر حیات صرف ایک ہی ذات کو حاصل ہے - جو اپنے متعلق فرماتا ہے اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم - باقی تمام زندہ چیزوں کی زندگی مستعار ہے - اور وہ کسی دوسرے کے سہارے قائم ہیں - وہ موجود نہ تھیں - انہیں عدم کی بجائے وجود بخشنے والی کوئی اور ہستی ہے مگر انسان اس حقیقت سے آگاہ ہونے کے باوجود پھر زندگی سے محبت کرتا ہے - کیوں ؟

اس لئے کہ ناقص کمال کے حصول کے لئے بے قرار ہے چونکہ ہر حادث محتاج کمال ہے - اس لئے ہر انسان کمال تک پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے - اور اس خواہش کے پانے کا ذریعہ زندگی کو سمجھتا ہے اس لئے زندگی سے پیار کرتا ہے - اور اپنے روح و جسم میں مفارقت پسند نہیں کرتا - پس زندگی ایک سیڑھی ہے - جس کے ذریعہ ہم بام کمال تک پہنچتے ہیں - وہ ایک راستہ ہے - جو ہمیں منزل مقصود تک لے جاتا ہے ہمارا مطلوب سیڑھی نہیں بلکہ بلندی پر پہنچنا ہے - ہمارا انتہائے مقصد راستہ نہیں - بلکہ راستہ کے آخر پر کوچۂ یار تک رسائی ہے - اور اگر یہ مدعا پورا نہ ہو - تو بادیہ پیمائی سے کیا حاصل ؟

اگر ہم ذرا گہری نظر سے دیکھیں - تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ کمال بقا میں نہیں - بلکہ فنا میں ہے - کوئی ناقص کامل نہیں ہوسکتا - جب تک وہ کامل سے پیوند نہ جوڑے - اور اس میں جذب نہ ہو جائے - جمادات کا کمال یہ ہے - کہ اپنی ہستی کو نباتات کی صورت میں منتقل کردیں اور نباتات کا کمال اسی بات میں مضمر ہے - کہ وہ حیوانات کا جزو بن جائیں اور حیوانات کا بلند ترین مقام یہ ہے - کہ وہ انسانی جسم میں منتقل ہو جائیں اور انسان کا کمال یہ ہے - کہ وہ فنا فی اللہ کے مقام تک پہنچ جائے الغرض کمال درحقیقت فنا کی آخری کڑی کا نام ہے - اور یہی حیات کا دائرہ عمل ہے - اور اسی لئے انسان زندگی سے پیار کرتا ہے تا وہ صحیح طور جزو باقی بن جائے -

---

حادث فانی ہے - ہر مرکب میں اضمحلال اور خرابی کا پیدا ہونا ضروری ہے - اس لئے روح اور جسم میں تو جدائی ضروری ہے - مگر اس عرصہ اتحاد میں جو انسان اس جدائی کو کمال کے حصول کے لئے پیدا کرتا ہے وہ گویا صحیح معنوں میں زندہ ہے - سب مر جاتے ہیں - مگر خدا کے عاشق نہیں مرتے - انہوں نے موت کے مینڈھے کو ذبح کردیا - اور اب وہ فنا کی بستی سے نکل کر بقا کی وادی میں آگئے - اس لئے زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے - اسی لئے خداوند شہدا کے متعلق فرماتا ہے لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ امواتاً بل احیاء عند ربھم ؛

زندہ وہ ہے - جو دفع مضرت اور جلب منفعت کرسکے - اس ازلی پیوند کو توڑنے والی چیزوں کا مقابلہ کر کے ان پر غالب آسکے - اور اس تعلق کی مدد و معاون اشیاء کو جذب کرسکے - یہ دونوں علامتیں سکون کی بجائے عمل چاہتی ہیں - دفع مضرت اور جلب منفعت حرکت کی محتاج ہیں - اس لئے ہم زندہ اسی کو کہیں گے - جو شاہراہ عمل پر جادہ پیما ہو - اور اپنے مقصد (حصول کمال) کی طرف جارہا ہو - جو اس سے غافل ہو - اور بے حس و حرکت ہو - وہ مردہ ہوگا - ہاں جو جانب مخالف میں حرکت کر رہا ہو - وہ مردوں سے بھی بدتر ہوگا - یہی حال قوموں کی زندگی کا ہے - قومیت کی ریڑھ کی ہڈی عمل ہے - اس میں نقص آنے سے ساری بنیاد کا انتظام درہم برہم ہو جاتا ہے - پس مبارک ہیں - وہ افراد اور وہ قومیں جو زندگی کے لئے نہیں - خدا کے لئے زندہ ہیں - کیونکہ وہ زندہ ہیں - اور زندہ رہیں گی ؛

خاکسار

اللہ دتا جالندھری - از حیفا

حبّ رحمانی رجسٹرڈ

دوستو! یہ گولیاں عجائبات طب سے ہیں۔ ہر انسان نسخہ دیکھتے ہی خود بخود معلوم کر سکتا ہے۔ کہ یہ ترکیب کردہ گولیاں کس قدر اپنے اندر برقی اثر رکھتے ہوئے قیام بدن کیلئے کیسی مفید و بابرکت ہونگی۔ پس انکا استعمال ہر حال میں ازبس ضروری ہے۔

حب رحمانی :- کشتہ سونا۔ کشتہ چاندی۔ کشتہ فولاد۔ موتی کیسر۔ عبد دار خطائی۔ مشک سے طیار کی گئی ہیں۔ قوت مردمی کیسی ہی کمزور پڑ گئی ہو۔ اور پٹھے اپنے کام سے جواب دے چکے ہوں۔ اور زندہ درگور ہونے کی وجہ سے یہ دنیا تیرہ و تار نظر آتی ہو۔ اور آرام و راحت کا مقابلہ تلخ زندگی کے ہاتھ میں ہو۔ ایسی حالت میں انشاءاللہ صرف حب رحمانی ہی ساتھ دیگی۔ یا حرارت عزیزی کمزور ہو کر تمام بدن پر پژمردگی چھائی ہو۔ کمزوری دل روز بروز بڑھتی جاتی ہو۔ تو بالخصوص ایسی حالت میں حبّ رحمانی مفید ہو گی۔

غرض تمام اعضاء رئیسہ کو قوت دے کر ازسر نو تازگی پیدا ہوگی۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کے فوائد عجیبہ۔ اور اثرات تحریر میں نہیں آ سکتے۔ صرف اسی قدر بس ہے۔

یہ بےنظیر تحفہ جسمانی مریضوں کیلئے اکسیر البدن ہے

جن دوستوں کے پاس ہماری حبّ رحمانی ہوگی۔ پھر خدا کے فضل و رحم سے ان کو انشاءاللہ کسی اور مقوی دوا کی تلاش نہ ہوگی۔ تجربہ شرط ہے۔ قیمت حبّ رحمانی ایکماہ کیلئے صرف ۷ روپیہ (رقمی)

سرٹیفکیٹ نمبر ۱

جناب ملک فیروزالدین صاحب جہلم سے تحریر فرماتے ہیں

آپ براہ مہربانی حبّ رحمانی ایک ماہ کی خوراک روانہ کریں۔ پہلے میں نے پندرہ یوم کے لئے حب رحمانی منگوائی تھی۔ واقعی بہت اچھی ہے۔ مفید بہت ہے۔

سرٹیفکیٹ نمبر ۲

جناب ملک احمد علی صاحب گجرات سے تحریر فرماتے ہیں۔

میں نے مجلس مشاورت پر آپ سے شکایت جریان اور احتلام کیوا سطے گولیاں (حب رحمانی) لی تھیں۔ بہت فائدہ ہوا۔ اور اس وقت آپنے مجھے ایکروپیہ کی دس گولیاں دی تھیں۔ براہ مہربانی چھ روپیہ کی حبّ رحمانی میرے نام وی پی کر دیں۔ ملنے کا پتہ:- (پنجاب)

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

عید آرہی ہے۔ کٹ پیس منگوا دو۔ فائدہ اٹھاؤ

کمپنی ہذا کے کارکن احمدی ہیں

کام دیانتداری سے ہوتا ہے۔

اس وقت کٹ پیس کی تجارت مقبول عام ہو رہی ہے۔ قلیل سرمایہ سے زیادہ منافع دینے والا یہی کام ہے۔ ہم نے نئے سال سے سپلائی مال میں تبدیلی کر دی ہے۔ چھینٹیں پختہ رنگ۔ پاپلین۔ ٹریکوبین۔ نرما۔ ساٹن۔ جاپانی۔ عام پسند مال بھیجا جاتا ہے۔ جس سے خریدار فائدہ اٹھائیں۔ تجار کے لئے دو صد روپیہ کی گانٹھ منگوائیں۔ ذاتی ضرورت کے لئے اور اہل وعیال کے پارچات کے لئے پچاس روپیہ کا بنڈل بطور نمونہ منگوائیں۔ آرڈر کے ہمراہ چہارم رقم پیشگی آنی چاہیئے۔

مفصل لسٹ طلب کیجئے۔

امریکن کمرشیل کمپنی بمبئی نمبر ۱

(گورنمنٹ میں رجسٹری شدہ)

ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خرید فرمادیں۔ انگلستان جس چیز کے ذریعے ترقی کر کے ۱/۴ حصہ دنیا پر قابض ہوا۔ وہ سپورٹس ہے۔ اس لئے احباب سپورٹس مین بننے کی کوشش کریں۔

اشیاء		قیمت
والی بال کیس زرد رنگ ۱۲ پیسز اول درجہ	فی عدد	سے/
" " " " دوم "	"	؎/
" " رنگین و سرخ و سبز درجہ اول	"	؏/
" " نیٹ عمدہ دوجل درجہ فیتہ دو طرفی	"	صر
" " " دوم " یکطرفہ	"	للعہ
" " " سوم " "	"	سے/
بلیڈر نمبر ۵ برائے والی بال نمبر ۵	"	۱۲/
ہاکی سٹکس لیڈر سیون اول درجہ رگدار عمدہ قسم	"	سے/
" " لیڈر بونڈ اول درجہ عمدہ قسم	"	؏/
بال، سفید چمڑہ اول درجہ	"	؎/
" " سوم پاپولر	"	عہ/

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

آپ کا انگلش ٹیچر موتیوں میں تول کر لینے کے قابل ہے

جناب ماسٹر محمد احسن صاحب بی اے وی انگلش ٹیچر قائم مقام ہیڈ ماسٹر احمدیہ مڈل اسکول گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ تحریر فرماتے ہیں

جدید انگلش ٹیچر کا بغور مطالعہ کیا۔ اور اسے واقعی اسم بامسمی پایا۔ ہندوستانیوں کو جلد انگریزی سے آشنا کرنے والی ایسی مفید اور مکمل کتاب آج تک میری نظر سے نہیں گذری قابل اور تجربہ کار مصنف کی محنت قابل مبارکباد اور قابل شکریہ ہے۔

جناب ایم عبداللہ صاحب منچلی مدراس لکھتے ہیں۔

یہ آپ کی کتاب انگلش ٹیچر کے پڑھنے سے میں سینیئر اسکول لیونگ کے امتحان میں اچھے نمبروں سے پاس ہو گیا ہوں واقعی آپ کی کتاب موتیوں میں تول کر لینے کے قابل ہے

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک

اگر ایک لائق استاد کی طرح جلد اور نہایت آسانی سے انگریزی نہ سکھائے۔ تو کل قیمت واپس منگالیں۔ پتہ

قمر برادرز (جدید الف) شملہ

بخار کی چٹکی

اس امریکن دوا کی تین چٹکی گرم پانی میں ملا کر پندرہ پندرہ منٹ کے بعد دینے سے ہر قسم کا بخار۔ زکام۔ پسلی۔ نمونیہ۔ پلیگ موتی جھرہ۔ چیچک پتے ہرے دست آنا۔ لو اور گرمی کا اثر دفع ہو جاتا ہے۔ مقوی ہے۔ ٹانک کا کام دیتی ہے آزمائش شرط ہے۔

پتہ

ڈاکٹر محمد حسن احمدی۔ ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ایس

بیری اکبرپور کانپور

کارزار (ہفتہ وار)

جناب ابوالاثر حفیظ صاحب جالندھری کی ادارت میں ہفتہ وار پرچہ ماڈل ٹاؤن لاہور سے جاری ہوا ہے چندہ تین روپے سالانہ ہے۔ نمونہ کی قیمت ۱ر جناب حفیظ کی نظموں کے شائقین اس کے ذریعہ تازہ بتازہ نظمیں پڑھ سکتے ہیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— نئی دہلی سے ۱۶ جنوری کی خبر ہے کہ مسٹر ہاول وزیر خارجہ حکومت ہند ۱۷ جنوری کو اس لئے سرحد جا رہے ہیں۔ کہ صوبہ سرحد میں جلد از جلد اصلاحات نافذ کر دی جائیں۔

—— تعلیم نسواں کو ترقی دینے کے لئے حکومت یو۔ پی نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ یہ کمیٹی والدین کی قدامت پسندی کے اثرات اور اس سوال کے متعلق کہ کیا لڑکے اور لڑکیوں کو یکجا تعلیم دی جا سکتی ہے۔ اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔

—— ہسپانیہ میں بغاوت ابھی پوری طرح فرو نہیں ہوئی۔ ۱۵ جنوری کو انتہا پسندوں نے فوجی بارکوں اور سول گارڈوں پر حملے کرکے اپنے ساتھیوں کو رہا کرانے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہے۔

—— کوسی پور جیوٹ مل کلکتہ سے ہولناک آتش زدگی کی خبر موصول ہوئی ہے۔ جس سے دو لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔

—— پیرس کی تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ وزیر اعظم ایم۔ لیول جدید کابینہ وزارت مرتب کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں

—— الہ آباد کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک مقامی فرم کو جو اسلحہ جات فروخت کرتی ہے حکم دیا ہے کہ اپنا تمام سٹاک پولیس میں جمع کرا دے۔ نیز اخبارات کو تنبیہ کی ہے کہ وہ لاٹھی چارج کی تصویریں نہ شائع کیا کریں۔

—— مسٹر رنگا آئرنے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں گاندھی جی کی گرفتاری اور نظر بندی سے خلاف بطور پروٹسٹ تحریک التوا پیش کرنیکا نوٹس دیا ہے۔

—— کراچی سے ۱۵ جنوری کی اطلاع ہے کہ کانگرسی والنٹیرز چونکہ پکٹنگ کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے پچاس مسلح سپاہی گورنمنٹ داس مارکیٹ پر تعینات کر دئے گئے۔

—— دوسری گول میز کی سب کمیٹیوں کی رپورٹ کتابی صورت میں شائع ہو گئی ہے۔ جس کا حجم ۶۰۰ صفحہ اور قیمت ۵ ۲ شلنگ ہے۔

—— ہندو سیاست کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ ایک گروہ جنگ میں مصروف رہتا ہے تو دوسرا صلح کرانے میں۔ اب گاندھی جی تو حکومت کو مرعوب کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حکومت نے کوئی اثر قبول نہ کیا۔ اب مالوی جی اس کوشش میں ہیں۔ کہ صلح کرا دی جائے۔ چنانچہ ۱۵ جنوری کو انہوں نے بمبئی کے سرکردہ کانگرسیوں کی مشاورت کرکے تجویز کیا۔ کہ وائسرائے کے پاس ایک وفد بھیجا جائے۔

—— مالی دشواریوں کے باعث حکومت برطانیہ نے ٹیکس دہندگان سے اپیل کی تھی۔ کہ واجبات جلد از جلد ادا کئے جائیں۔ اس کا اثر یہ ہوا ہے۔ کہ چھ روز کے اندر ۲۱۳۵۳۰۰۰ پونڈ ٹیکس وصول ہو گیا ہے۔

—— امپیریل بنک آف انڈیا کی شرح سود ۷ فیصدی کم کر دی گئی ہے۔

—— یو۔ پی گورنمنٹ گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ صوبہ کی تمام شہری و دیہاتی کانگرس کمیٹیاں نوجوان بھارت سبھائیں۔ سیوا دل۔ وار کونسلیں۔ بال بھارت سبھائیں۔ اور یوتھ لیگ وغیرہ خلاف قانون ہیں۔

—— آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی دیکھا دیکھی احرار نے بھی مجروحین میرپور کی مرہم پٹی کیلئے ایک طبی وفد بھیجا تھا۔ اور ساری تحریک کے دوران میں یہ پہلا قدم تھا۔ جو ریاستی مسلمانوں کی مصیبت دور کرنے کے لئے اٹھایا گیا تھا۔ لیکن شرانگیزی کے باعث اسے بھی پیچھے ہٹا لینا پڑا۔ اور وفد واپس لاہور آگیا ہے۔

—— رنگون سے ۱۶ جنوری کی اطلاع ہے کہ پولیس نے باغیوں کے ایک کیمپ پر چھاپہ مارا۔ باغیوں نے بھی فائر کئے

—— مشہور کانگرسی ورکر سیٹھ جمنالال بجاج ۱۶ جنوری کو بمبئی میں گرفتار کر لئے گئے

—— موجودہ سیاسی صورت حالات کے متعلق مہاراجہ جھالاوار نے وائسرائے ہند کو لکھا ہے۔ کہ کانگرس سے گفت و شنید کے بجائے مضبوط ہاتھوں سے حکومت کرنے کا فیصلہ جو آپ نے کیا ہے۔ وہ ہندوستان کے لئے بہت مفید ہوگا۔ نواب صاحب مالیر کوٹلہ نے اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب ملک کا امن خطرے میں ہو۔ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتے۔ مہاراجہ دتیا لکھتے ہیں۔ کہ مضبوط ہاتھوں سے حکومت کرنے سے ہی امن بحال ہو سکتا ہے

—— ڈاکٹر ٹیگور کی سترویں سالگرہ کی تقریب پر ٹاؤن ہال کلکتہ میں فنون لطیفہ کی جو نمائش ہوئی۔ اس میں شاہنامہ فردوسی کا ایک قدیم نسخہ بھی تھا۔ جو ۹۵۰ھ یا ۱۵۴۲ء میں امیر علی کاتب نے تحریر کیا تھا۔

—— چیف کمشنر صوبہ سرحد نے اعلان کیا ہے کہ ۱۶ جنوری کو مردان کے قریب ایک گاؤں سے پولیس نے چھ کانگرسی رہنما گرفتار کئے۔ لیکن جب انہیں تھانہ کی طرف لایا جا رہا تھا۔ تو پانسو دیہاتیوں نے حملہ کر کے سب انسپکٹر کو گھوڑے سے نیچے گرا دیا اور سنگ باری کی۔ پولیس نے مجبور ہو کر گولی چلائی۔ جس سے ایک ہلاک اور دو مجروح ہوئے۔ اگلے روز فوج اس گاؤں میں گئی۔ مگر لوگ اپنے کئے پر نادم تھے۔

—— ۱۶ جنوری کو دہلی میں سکھوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ہر خیال کے سکھ شامل تھے۔ اس میں متفقہ طور پر پاس کیا گیا۔ کہ کانگرس کی سرگرمیاں ملک کے مفاد کے لئے سم قاتل ہیں۔ اور سکھوں کو اس سے علیحدہ رہنے کا مشورہ دیا گیا۔

—— ۱۸ جنوری کو ۲ بجے شب سردار منگل سنگھ ڈکٹیٹر پنجاب کو ان کی کوٹھی پر گرفتار کر لیا۔ سردار صاحب نے ڈاکٹر گوپی چند کو اپنا جانشین نامزد کیا۔ مگر وہ بھی گرفتار کر لئے گئے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر ستیہ پال بھی پکڑے جا چکے ہیں

—— لاہور کے مسلم زعماء کی ایک میٹنگ ۸ جنوری کو منعقد ہوئی۔ جس میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اواخر فروری ۱۹۳۲ء میں بمقام لاہور آل انڈیا مسلم یوتھ لیگ کا دوسرا اجلاس منعقد کیا جائے۔ جس کی صدارت کیلئے سیٹھ عبداللہ ہارون صاحب سے درخواست کی جائے۔

—— ہندو اخبارات خواہ مخواہ ریاست بہاولپور کے خلاف شرانگیز پروپیگنڈا کرنے کے لئے لکھ رہے ہیں۔ کہ ہندو ملازمین تخفیف کے سلسلہ میں برطرف کئے جا رہے ہیں۔ اور جو مسلمان بن جائے۔ اسے پھر ملازمت میں لے لیا جاتا ہے پبلسٹی افسر بہاولپور کا ایک بیان مظہر ہے کہ تخفیف کے سلسلہ میں ۲۴۴ مسلمان اور صرف ۴۵ ہندو برطرف کئے گئے ہیں۔

—— سری نگر سے ۱۸ جنوری کی اطلاع ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اپنے مکان پر افسروں کی ایک کانفرنس منعقد کی جس میں ہندو اور مسلمان نمایندوں کے سامنے ہنگامی اختیارات کے آرڈیننس کے نفاذ کا اعلان کیا گیا۔ جس کے رو سے جلوس وغیرہ کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

—— آل انڈیا مسلم کانفرنس کے تحقیقاتی وفد کے خلاف فتنہ انگیزی کے لئے نام نہاد جمعیتہ العلماء نے بھی سرحد میں ایک وفد بھیجنے کی درخواست کی تھی۔ جسے حکومت نے اجازت نہیں دی۔

—— سید عبداللہ بریلوی ایڈیٹر بمبئی کرانیکل کو نوٹس دیا گیا تھا۔ کہ ہر روز تھانہ میں حاضر ہوا کریں اور چونکہ اس حکم کی تعمیل نہیں کیگئی۔ اس لئے دو سال قید سخت کی سزا دیدی گئی

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔